# تاریخ سے مسلمان کا رشتہ

ایک مسلمان جس تاریخ سے عام طور پر واقف ہے اُس کا انداز بڑا ہی عجیب وغریب ہے۔ سب سے پہلے سرورِعالم صلی اللہ علیہ وسلم اوراُن کے عظیم المرتبت ساتھیوں کی زندگیاں اوران کے کارنامے پیش کیے جاتے ہیں۔ اس دور کے بارے میں مسلمانوں کے ذہن میں کوئی زیادہ اُلجھن پیدا نہیں ہوتی۔ یہ مقتدر ہستیاں اُمت مسلمہ کی ایک بہت بڑی اکثریت کی نظر میں ایسی ہیں، جن کی عظمت کے نہ صرف مسلمانوں کے دماغ قائل ہیں، بلکہ جن کی محبت سے اُن کے دل بھی معمور ہیں۔ مگران بزرگ و برتر شخصیتوں کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہماری تاریخ کا محور ومرکز وہ حضرات بنتے ہیں، جو بادشاہ تھے یا بادشاہ گر۔ ان حضرات میں بہت تھوڑی تعداد کو چھوڑ کر ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کی شمشیرزنی، وجاہت، قوت واختیار کو تو بلاشبہہ ایک دُنیا مانتی اور تسلیم کرتی ہے مگر مسلمانوں کے دلوں میں اُن کا وہ عزت واحترام نہیں جو ایک قوم کے دل میں اسلاف کا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مستقل اقدار کا حامل ہے، اُس کا ایک مخصوص اسلوبِ حیات ہے اور اس کا ایک الگ نصب العین ہے۔ وہ زندگی کے سارے واقعات وحوادث کو، اس دُنیا کی چھوٹی بڑی، تمام شخصیتوں کو، اپنے ماضی، حال اور مستقبل کو اسی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس بنا پر اُس کے لیے یہ چیز قطعاً کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ کوئی شخص بوریانشین ہے یا بادشاہ۔ اُس کی محبت اور عقیدت کا معیار صرف ایک ہے: ''کوئی شخص کس حد تک اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور فرماں بردار ہے۔ اور جو شخص جس نسبت سے بھی اس معیار پر پورا اُترتا ہو، اُس کی دنیاوی حیثیت خواہ کچھ ہی ہو، وہ اسی تناسب سے محبت اور احترام کے لائق ہے''۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے بادشاہوں کے بجاے عالموں، درویشوں اور 'فقیروں' سے محبت کی ہے۔ دربار و ایوان میں رہنے والوں کے بجاے اُن لوگوں کا احترام کیا ہے جو جھونپڑوں اور خانقاہوں میں رہتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مسلمانوں کے لیے یہ چیز سرے سے کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی کہ کسی شخص کا دُنیاوی مرتبہ اور مقام کیا ہے۔ اُس کے لیے بس ایک ہی ترازو ہے اور ایک ہی پیمانہ، اور وہ ہے اسلام۔ اور اسی کے مطابق وہ ہر شخص کو تولتا اور اس کے اعمال کو جانچتا ہے۔ ('مطبوعات'، پروفیسر عبدالحمید صدیقی، ماہنامہ ترجمان القرآن، جلد ۴۹، عدد ۶، جمادی الاخریٰ ۱۳۷۷ھ، مارچ ۱۹۵۸ء، ص ۵۵-۵۶)

---